تنقید

بررسالہ

تحریفِ قرآن کی حقیقت

مصنفہ مولوی سیدعلی نقی شیعی

تحریفِ شیعہ

از

حضرت مولانا حبیب احمد کیرانوی قدس سرہ

تنقید از مولوی حبیب احمد صاحب کیرانوی

برسالہ تحریف قرآن کی حقیقت مصنفہ مولوی سید علی نقی شیعی

تحریف شیعہ

مصنف کتاب سید علی نقی نے شیعوں سے الزام عقیدۂ
تحریف قرآن دور کرنے کی انتہائی کوشش کی ہے۔ لیکن وہ کوشش صرف ناواقفوں کو دھوکا دے سکتی ہے۔ اور واقف کار جانتے ہیں کہ وہ سراسر تلبیس اور فریب ہے۔ اس کے متعلق مفصل بحث تو کسی دوسرے وقت کی جاسکتی ہے اس وقت ہم نہایت مختصر طور پر اس پر بحث کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ مصنف نے اپنی کتاب صفحہ ۱۷۶ اور ۱۷۷ میں اقرار کیا ہے کہ قرآن کے متعلق دو جزو ایسے ہیں جو علماء شیعہ میں نقطہ اتفاق ہیں۔ ایک یہ کہ قرآن میں زیادت نہیں ہے۔ اور موجودہ قرآن کلام الٰہی اور وحی آسمانی ہے۔ دوسرے یہ کہ قرآن کی ترتیب اصلی سلسلہ نزول کے مطابق نہیں ہے۔ اور اس میں تقدیم وتاخیر ہوئی ہے اھ۔

اس عبارت میں تسلیم کیا گیا ہے کہ قرآن کے غیر مرتب ہونے پر شیعہ کا اتفاق ہے۔ اب ہم کو یہ دیکھنا ہے کہ اس کے غیر مرتب ہونے کی نوعیت کیا ہے۔ آیا صرف سورتوں کی تقدیم ہے یا آیات کی بھی تقدیم وتاخیر ہے اس کا جواب ہم کو اسی کتاب کے صفحہ ۱۶۹ میں الفاظ ذیل میں ملتا ہے۔ درحقیقت روایات مذکورہ سے قطعی طور پر جو کچھ نکلتا ہے وہ دو چیزیں ہیں۔ ایک تحریف معنوی۔ دوسری ترتیب قرآن کا بگڑنا۔ یعنی ایک جگہ کی آیت کا دوسری جگہ ہونا۔ اھ اس سے معلوم ہوا کہ صرف سورتوں ہی میں تقدیم وتاخیر نہیں بلکہ آیتوں میں بھی تقدیم وتاخیر ہے۔

اب ہم کو اس تقدیم وتاخیر کی نوعیت اور اس کی غرض پر نظر کرنا ہے۔ سو اس کی نوعیت احتجاج طبری کی روایت کے اس فقرہ سے معلوم ہوتی ہے جس کو مصنف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۷۲ پر نقل کیا ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں: و أما ظهورک علی تناکر قوله فإن خفتم ألا تقسطوا في الیتامیٰ فانکحوا ما طاب لکم من النساء و لیس یشبه القسط في الیتامیٰ نکاح النساء فهو بما قدمت ذکره من إسقاط المنافقین من القرآن بین القول في الیتامیٰ و بین نکاح النساء من الخطاب

والقصص أكثر من ثلث القرآن و هذا و ما أشبه مما ظهرت حوادث المنا فقين فيه لأهل النظر والتأمل ووجد المعطلون و أهل الملل المخالفين للإ سلام مساغاً إلى القدح في القرآن.

یعنی امام صاحب اپنے مخاطب سے فرماتے ہیں کہ تم کو جو وإن خفتم ألا تقسطوا في اليتامىٰ اور فانكحو ا ما طاب لكم من النساء (۱) کا بے جوڑ ہونا معلوم ہوتا ہے سو اس کی وجہ وہی ہے جو میں پیشتر بیان کر چکا ہوں کہ منافقین نے قرآن کو نکال ڈالا ہے۔ چنانچہ إقساط في اليتامىٰ اور نکاح النساء کے درمیان ایک تہائی قرآن تھا۔ جس کو درمیان سے حذف کر کے دونوں فقروں کو ملا دیا گیا ہے۔ یہ اور اسی قسم کی اور آیتیں وہ ہیں جن سے منافقین کی کارستانیوں کا اہل غور وفکر کو پتہ چلتا ہے اور معطلہ اور دوسرے مخالفین کو قرآن میں طعن کا موقع ملتا ہے۔ اس تصریح سے اس تغیر ترتیب کی نوعیت بھی معلوم ہو گئی۔ اور معلوم ہو گیا کہ وہ تغیر اس قسم کی تھی۔ کہ اس سے قرآن کے فقرے بے ربط اور بے جوڑ ہو گئے۔ چنانچہ ایک جملہ کی جزاء کو حذف کر کے ایک ایسے جملے کو جو ایک تہائی قرآن سے زیادہ کے بعد واقع تھا اور نہ معلوم اس کی حیثیت اس جگہ کیا تھی۔ شرط کی جزاء بنا دیا گیا۔ جس سے بجائے اس کے کہ لوگ قرآن کی فصاحت و بلاغت کے قائل اور اس کے کلام اللہ ہونے کے معتقد ہوں وہ اس پر طعنہ زن ہوئے۔ اور کہا کہ یہ خدا کا کلام نہیں ہوسکتا نیز اسی روایت میں ایک دوسرا فقرہ واقع ہے جس کے الفاظ یہ ہیں زادفيه ماظهر تناكره وتنافره اس کی توضیح مصنف نے یوں کی ہے۔ اس میں موقع بموقع ایسے جملے زیادہ ہو گئے جن کی اجنبیت اس مقام سے جہاں وہ بڑھائے گئے ہیں۔ اور مغائرت اسی مقام سے ظاہر ہے پس ان تشریحات سے تغیر ترتیب کی نوعیت معلوم ہو گئی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس قسم کے تغیرات کا منشاء کیا تھا۔ اس کا جواب اسی روایت کے اس فقرہ سے معلوم ہوتا ہے جس کو مصنف نے اسی کتاب کے صفحہ ۷ اپر نقل کیا ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں ثم وقعهم الاضطرار لورود المسائل عما لا يعلمون تاويله إلىٰ جمعه و تاليفه و تضمينه من تلقائهم ما يقيمون به دعائم كفرهم فصرخ مناديهم من كان عنده شيء من القرآن فليأتنا به و و كلوا تاليفه إلىٰ بعض من وافقهم إلىٰ معاداة أولياء الله فألفه علىٰ اختيارهم یعنی پھر امیر المؤمنین کے ترتیب دادہ قرآن کے واپس کرنے کے بعد جب ایسی آیات کے متعلق سوالات پیدا ہوئے جن کی تاویل سے وہ واقف نہ تھے۔ تو ان کو ضرورت پڑی کہ اس کی جمع وتالیف

---

(۱) سورۃ النساء، آیت: ۳

کریں۔ اور اس میں اپنی طرف سے وہ باتیں داخل کر دیں جن سے وہ اپنے کفر کے ستونوں کو کھڑا کریں۔ چنانچہ ان کے اعلان کرنے والے نے اعلان کیا کہ جس کے پاس کچھ قران ہو وہ ہمارے پاس لے آئے اور انہوں نے اس کی تالیف وترتیب ایسے شخص کے سپرد کی جو خدا کے دوستوں یعنی اہل بیت کی عداوت میں ان کے ساتھ موافقت رکھتا تھا۔ لہذا اس نے اس کو ان کے منشاء کے موافق ترتیب دیا اس سے تغیر ترتیب کی غرض بھی معلوم ہوگئی، اور معلوم ہوگیا کہ اس کا منشاء کفر کے ستونوں کو قائم کرنا اور اہل بیت کی مخالفت کرنا تھا۔ یہ تمام وہ باتیں ہیں جن کو تمام علمائے شیعہ بالاتفاق تسلیم کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ اس کا خود مصنف کو بھی اقرار ہے۔ اس قول میں کہ ان تشریحات کے ساتھ ہمیں اس روایت کے تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں۔

صفحہ ۱۷۳۔ کیا ان تصریحات کے دیکھنے کے بعد بھی کسی کو گنجائش ہے کہ وہ یہ دعویٰ کر سکے کہ شیعہ تحریف قرآن کے منکر ہیں اور اس کو بعینہ منزل من اللہ جانتے ہیں۔ اور کیا اب بھی مصنف کا منہ ہے کہ وہ دعویٰ کرے کہ میرا یہ عقیدہ ہے کہ موجودہ قرآن کلام الٰہی وحی آسمانی رسول کا اعجاز اور مسلمانوں کے لئے واجب العمل ہے۔ اس کے کسی جزء یا کل کے مفاد کی مخالفت مخالفتِ خدا ہے۔ اور اس کا اتباع ہر مسلمان کا رکن مذہب اور اہم ترین فریضہ ہے۔ موجودہ قرآن کے علاوہ کسی سورۃ کسی آیت کسی حرف کا بھی جزو قرآن ہونا ثابت نہیں ہے۔ اور نہ اس پر احکام مرتب ہوسکتے ہیں اھ ہرگز اس کا منہ نہیں ہے کہ وہ ایسا دعویٰ کر سکے تو کیا اس کا نہایت بے باکی کے ساتھ ایسا دعویٰ کرنا اور اس کو جلی قلم سے آخر کتاب میں بطور خلاصہ کے لکھنا سراسر دھوکا اور فریب نہیں ہے۔ اور ضرور ہے۔ جی چاہتا تھا کہ اس مجتہد کے ان تمام فریبوں کو ظاہر کروں جو اس نے اس بحث میں استعمال کئے ہیں۔ مگر افسوس کہ وقت نہیں انشاء اللہ پھر دیکھا جاوے گا۔ اور بتلاؤں گا کہ شیعہ صرف اسی تحریف کے قائل نہیں جو تغیر وترتیب کے ضمن میں متحقق ہے۔ بلکہ ہر قسم کی تحریف کے قائل ہیں۔ اور شیخ صدوق اور اس کے متبعین نے جو بعض انواع تحریف کا انکار کیا ہے وہ مذہب شیعہ نہیں ہے۔ اور نہ اس سے خود ان کے منکرین کو کوئی فائدہ پہنچتا ہے۔ اور نہ مذہب شیعہ کو بلکہ ان کو یہ نقصان ہوتا ہے کہ وہ بلا وجہ مخالفت ائمہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اب ہم کو یہ دکھلانا ہے کہ مصنف نے ان لوگوں کی کس طرح حمایت کی ہے۔ جن کو وہ بھی تحریف کا قائل مانتے ہیں۔ سو وہ صفحہ ۱۸۲ میں لکھتا ہے ''عام طور پر اس خیال کی نشر و اشاعت کی جاتی ہے کہ تحریف قرآن کا عقیدہ ایمان بالقرآن کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ جس کتاب میں تغیر وتبدیل اور حذف واسقاط عمل میں آگیا ہو وہ درجۂ اعتبار سے ساقط ہوگئی اور یہ حق باقی نہیں رہا کہ اس پر ایمان کا دعویٰ کیا جاوے۔ لیکن یہ خیال حقائق مذہب اور احکام عقل سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ ہم نے معیار حجیت یا سند اعتبار کے تحت میں اس امر کی کافی توضیح کر دی ہے کہ تحریف کا اجمالی ثبوت جس

کے اندر مخصوص مواد اور خاص نوعیت کی تعیین نہ ہو بے شک تمام کتاب کو غیر معتبر بنانے کا سبب ہو سکتا ہے۔ لیکن تحریف کا ثبوت اس طرح کہ اس کے مقامات کی تعیین اور نوعیت کا علم ہو جائے۔ موجودہ حصہ کے اعتبار پر کوئی اثر نہیں ڈال سکتا۔ جبکہ موجودہ حصہ کے متعلق قطعی دلائل بھی موجود ہوں۔ جو اس کے حجیت و اعتبار کے ضامن ہیں۔ علماء شیعہ میں سے وہ افراد جو مذکورہ روایات کے ظاہری مفاد کی بناء پر موجودہ قرآن میں نقصان و تحریف کے قائل ہو گئے ہیں۔ ان کے عقیدہ تحریف کی نوعیت یہی ہے" اھ۔ لیکن یہ محض ایک جھوٹا دعویٰ ہے جس کا مصنف کوئی ثبوت نہیں دے سکتا۔ چنانچہ نہ وہ اس کا ثبوت دے سکتا ہے۔ کہ جو لوگ تحریف کے قائل ہیں وہ صرف فلاں فلاں مقام پر تحریف کے قائل ہیں۔ اور اس تحریف کی نوعیت یہ ہے اور دوسرے مقامات پر وہ تحریف کے قائل نہیں ہیں۔ اور نہ وہ یہ ثابت کر سکتا ہے کہ موجودہ حصہ کے محفوظ ہونے پر قطعی دلائل قائم ہیں۔ ان لوگوں کو وہ کیا بَری کر سکتا ہے خود مصنف جو کہ بظاہر اس کا اقرار کرتا ہے کہ قرآن میں صرف تغییر و ترتیب کے ذریعہ سے تحریف کی گئی ہے اور کسی ذریعہ سے نہیں۔ وہی بتلاوے کہ اصل ترتیب کیا تھی۔ اور وہ کس کس مقام پر واقع ہوئی ہے۔ اور اس کا کیا ثبوت ہے کہ جن مقامات پر وہ تحریف کا اقرار کرتا ہے اس کے علاوہ دوسرے مقامات پر نہیں ہوئی۔ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ وہ ان باتوں کا کوئی ثبوت نہیں دے سکتا اور جبکہ وہ اس کا ثبوت نہیں دے سکتا تو خود اس کے تسلیم کردہ اصول کی بناء پر وہ خود بھی ایمان بالقرآن کا دعویٰ نہیں کر سکتا دوسروں کو تو کیا بَری کر سکتا ہے۔

۲۷ شعبان ۱۳۵۱ھ (النور ص ۷ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ)